وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

ہے یہ گلزار جو پائیں چمن رنگ عمل
پھول کھلے ہیں جس میں ہیں انوار بیا

جواہر الصدق

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ترانۂ شوق
صدق و عہد
موجۂ نسیم
منظور نظر
انجم سحر
آئینۂ حیرت
انقلاب
ایام جدائی
بادۂ شیراز

بحسن توجہ عالیجناب مستغنی عن الالقاب جامع محاسن خفی وجلی مولوی سید واجد علی صاحب

وکیل رائے بریلی

از رشحۂ کلک گہر سلک جناب مولوی تصدق حسین صاحب صدق جائسی

استبصار پریس رائے بریلی میں باہتمام سید منظور علی جعفری چھپا

قیمت فی جلد ۴ر آنہ

بار اول ۵۰۰ جلد ۱۹۱۵ء

ترانۂ شوق

مخمس بر غزل حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ

تا کجا از جوشِ وحشت خانہ را صحرا کنم — تا بہ کے از چشم ہائے خود روان دریا کنم
در فراقش این چنین تا چند واویلا کنم — کے بود یا رب کہ رو در یثرب و بطحا کنم
گہ بہ مکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

گھٹ کے رہ جاتا ہے دل ہی دل میں دل کا حوصلہ — ہو کے مایوسی سے شل گر پڑتے ہیں دستِ دعا
آپ تک آنے نہیں دیتا ہے بختِ نارسا — یا رسول اللہ بسوئے خود مرا راہے نما
تا ز فرقِ خود قدم سازم ز دیدہ پا کنم

ہجر کی اک آگ سینہ میں ہے کب سے مشتعل — یہ تمنا ہے کہ جب ٹوٹے طلسمِ آب و گل
تب یہ عاشق بھی در معشوق سے ہو متصل — آرزوئے جنت الماوی برون کردم ز دل
جنتم این بس کہ بر خاک درت ماوا کنم

میں غریب یوں پڑا رہوں میں حزین و ملول — دامنِ غربت میں تیرے گلشن الفت کا پھول
زندگی بھر کی وہاں ہو جائے گی محنت وصول — گرد صحرائے مدینہ ہو بہت آیہ یا رسول
جامی خود را من فدای خاک آن صحرا کنم

آرزو ہے جب زیارت کا ہو حاصل افتخار — دل جو پہلو میں تو سینہ میں جگر ہو بیقرار
یوں طوافِ روضۂ اقدس کروں پروانہ وار — بہ در باب السلام آ کر بگریم زار زار

گہ بہ باب جبرئیل از شوق واویلا کنم

نہین پسند طبع بس اشعار حمد و نعت کے
دلکو بھاتے ہین شب معراج ہی کے تذکرے

کام ہے اب صدق کو شاہا انحین اشغال سے
ہر دم از شوق تو صد دم اگر ہر لحظہ

جامی اسانا سہ شوق و گرانشا کنم

صدق و عزیز

تخمیس بر قطعہ جناب مولانا عزیز لکھنوی

یادگار لذت آزار رہنے دیجئے
سو گوار عشرت اغیار رہنے دیجئے

غمگسار دیدہ خونبار رہنے دیجئے
حسرت مردہ کا ماتم وار رہنے دیجئے

میرے سینہ مین دل غمخوار رہنے دیجئے

مستعد ہو جو کہ آسانی سے مشکل کے لیے
کیجئے تکلیف کیون اوس صاحب دل کے لیے

تیغ کی حاجت ہی کیا ہے دست قاتل کیلئے
جنبش ابرو ہے کافی نیم بسمل کے لیے

دیکھئے میری طرف تلوار رہنے دیجئے

کیا ہوا گر مین لہو روتا ہون چشم شوق سے
ایسے ہی رہتے ہین اکثر عاشقی مین مشغلے

بیٹھ کر خاموش پہلو مین تماشا دیکھئے
آپ کیون دامن سے پوچھین خون کے آنسو مرے

ان ستارون کو یونہین سیار رہنے دیجئے

دیجئے جو کچھ سزا جی چاہے بیجرم و قصور
کیجئے تیر ستم لیکن نہ دی دل سے دور

ہون جفا سے خوش وفا کا ذکر مجھسے کیا ضرور
باز آیا مہربانی سے مین باز آیا حضور

آپ مجھکو جان سے بیزار رہنے دیجئے

جان سے اپنے زیادہ جسکو سمجھا عمر بھر
بے مروت بیوفا نکلا وہی شوریدہ کا سر

کوئی ہم پہلو نہین سینہ مین تنہا ہے جگر   دل اگر یاد آئیگا حسرت سے کرلونگا نظر
کچھ دنون یہ خون بھرا سوفار رہنے دیجئے

جانتا ہون مین یہ سب ہین کمسنی کے مشغلے   ہنس لیے ہنسنا تھا جتنا خوب تڑپا کر مجھے
حسن کا صدقہ جو باقی ہین نہ اون کو کھینچیے   روح تازہ ہے یہ ہر اک آبلے کیواسطے
پاے زخمی مین مرے کچھ خار رہنے دیجئے

کشتہ حسرت کیا ہے تو یون روز ازل   نامرادی میری عالم مین ہوئی ضرب المثل
اب یہ مجھپر ہے عنایت کی نظر کیون آجکل   کیا نگاہ ناز سے پھر ہوگا جراحی عمل
میرے دل کا زخم دامن دار رہنے دیجئے

سرد آہین وقت جراحی محبت بھرتے ہین آپ   بے اجل وابستگان زلف جب مرتے ہین آپ
بے سبب بدنامیون سے اپنی کیون ڈرتے ہین آپ   پارہ پارہ جسم مردہ کسلئے کرتے ہین آپ
زہر غم کے کچھ نہین آثار رہنے دیجئے

ضبط کرتے ہین طبیعت کتنی ہی ہو ناصبور   بات بے سمجھے کبھی کرتے نہین اہل شعور
راز حسن و عشق کا ہے پوچھنا ہی کیا ضرور   دل کے ذرے مجتمع ہوکر بنے کیون برق طور
بس بس اے موسیٰ یہ ہین اسرار رہنے دیجئے

ہو جو ناممکن او سے کسطرح ممکن مان لین   وامق و عذرا کیحالت سنکے کیونکر چپ رہین
داستان فرہاد و شیرین کی کہو کب تک سنین   اور ہی گرمی ہے اب برق مزاج حسن مین
وہ پرانا عشق اور وہ پیار رہنے دیجئے

جان حاضر ہے زبانسے کہنے کو کہتے ہین سب   لیکن اس [دنیا] مین ہوتا ہے کسیکا کوئی کب
ظاہری اخلاص کے آگے ہے بس حد ادب   عشق کا طرز تمدن دور نے بدلا ہے اب

قصہ جانبازی اغیار رہنے دیجئے

ہم تو بیشک منطق و سائنس کے ممنون ہین | شیخ صاحب آپ کن امراض کے معجون ہین
ان بعید از عقل باتون سے بہت مطعون ہین | قیس کے افسانہ کو بھی آجکل مجنون ہین

اب وہ اگلے وقت کے اذکار رہنے دیجئے

آپ مانین یا نہ مانین مین کہون گا یہ ضرور | اس قدر زیبا نہین ہے سادہ روئی پر غرور
دیکھتی رہتی ہین آنکھین ایک سے اک نیک حور | اب نمائش حسن کی ہر سال ہوتی ہے حضور

ناز یکتائی پہ وہ اصرار رہنے دیجئے

آزما لیجے زبان سے اپنی قم کہکر سبھی | کیا وہ جاگین گے جنھین سوئے ہوئے مدت ہوئی
فائدہ ہوگا نہ مطلق ٹھوکرون سے آپکی | اس صدی کے مرنے والے جی نہین سکتے کبھی

وہ قیامت خیز اب رفتار رہنے دیجئے

کر چکے اب تک شکایت گردش ایام کی | بات وہ فرمایئے جو ہو کسی کے کام کی
سوز باطن کا ہے شکوہ کیا خبر انجام کی | آجکل تشریح ہوتی ہے نئی اوہام کی

ہر بن مو کو نہ آتشبار رہنے دیجئے

وہم ہے دست دعا سے جنبش عرش برین | جہل ہے افسانۂ ہنگامۂ زیر زمین
لغو ہے تاپا اشارات خط لوح جبین | اب زمانہ ایسی باتون کا اثر لیتا نہین

شکوہ ہائے گنبد دوار رہنے دیجئے

بزم اہل علم مین اپنے کو کیون ہنسوایئے | ڈال کر سر کو گریبان مین ذرا شرمایئے
کام کیجے ملک کو کچھ فائدہ پہونچایئے | بن پڑے حضرت تو خادم قوم کے بنجایئے

اب گل و بلبل کے وہ اشعار رہنے دیجئے

آجکل ظاہر ہے جتنی قدر ہے سائنس کی — بادشاہ وقت کی کرتی ہے دنیا پیروی
فائدہ کیا پائیگا آپ بن کر مولوی — جائیے کالج میں پڑھئے بس علوم مغربی
اب یہ حقہ اللہ اسے سرکار رہنے دیجئے

عمر بھر بے طرح پچھتائیگا جو غافل ہے اب — ساتھ دے جو کوئی دنیا کا وہی عاقل ہے اب
دعوی روشن ضمیری دعوے باطل ہے اب — درس علم بازغہ سے کچھ نہیں حاصل ہے اب
صرف دل کو مطلع الانوار رہنے دیجئے

کام اب رکھئے نہ مطلق نیک پرساعات سے — لیجئے کوئی سبق نظارہ ذرات سے
کیجئے حاصل نئی باتیں نئے آلات سے — کچھ نہ کچھ تو دیکھئے یورپ کی تحقیقات سے
منطق پارینہ کے اسفار رہنے دیجئے

آفتاب علم ہے پرتو فگن نزدیک و دور — روشنی سے جسکی ہر ذرہ ہے رشک کوہ طور
کر چکے ہیں پہلے سے بیحد ترقی ذی شعور — ہو چکا ہے آجتک ترسٹھ عناصر کا ظہور
آپ آب و خاک و باد و نار رہنے دیجئے

آگیا شکل غبار آئینہ دل میں ملال — میری جانب سے خدا جانے ہوئے کیا کیا خیال
ہوگئیں غصہ سے آنکھیں خون کی مانند لال — سنکے یہ شیخ طریقت ہوگئے ملا جلال
بولے اپنی شوخئ گفتار رہنے دیجئے

حد بھی آخر ہے کوئی اب اس خیال خام کی — دیکھئے جس وقت ہے بس فکر صبح و شام کی
آپکو کوشش مبارک ہو نمود و نام کی — مجھکو کافی ہیں حدیثیں شارع اسلام کی
لندن و پیرس کے یہ اخبار رہنے دیجئے

اپنا کچا چٹھا کہتا ہوں میں کر لیجے یقین — اب سوا ذکر خدا کے اور کچھ بھاتا نہیں [illegible]

مجھکو کیا شیریں سخن ہے گر کوئی ناز آفریں   دل ہے میرا چاشنی گیر مزاج المومنیں

آپ اپنی شوخئ گفتار رہنے دیجئے

جانتا ہوں ہے علوم مغربی کی قدر آج   مشرقی تعلیم کا کم ہوتا جاتا ہے رواج
میں اسی میں خوش ہوں یہ تو اپنا اپنا ہے مزاج   آپ سے میں لوں سند ہرگز نہیں ہے احتیاج

یہ اجازہ میرا اے سرکار رہنے دیجئے

آپکے نزدیک کعبہ کچھ نہ کوئی چیز دیر   ہاں قدم رکھنا نہیں منظور تثلیثین کے بغیر
ہر کلب میں دیجئے چندہ سمجھ کر کار خیر   قلزم فطرت کے اوس پار آپ کر سکتے ہیں سیر

ہوں میں نزد امن مجھے اس پار رہنے دیجئے

پیجئے ہوٹل میں جا کر شوق سے جام شراب   کھائیے کانٹے سے خوش خوش ہو کے انگریزی کباب
کیجئے ختم اپنا لکچر ہو گیا بس !! جواب   میں نے مانا آپ کے مادے ہیں ایجاب

اشتہار واجب الاظہار رہنے دیجئے

چرخ کو حد نظر فرمایا آیا ذکر جب   زلزلے کو کہدیا پوشیدہ حدت کا سبب
پیروی میں اہل یورپ کی بسر کی عمر سب   حفظ کب تک ہونگے ملفوظات اسپنسر کے اب

کچھ تو یاد احمد مختار رہنے دیجئے

آج اگر قرآں کو سمجھوں ایک معمولی کتاب   سامنے کل خالق عادل کے کیا دونگا جواب
باز آیا کیا کرونگا بن کے میں فطرت مآب   قول لیکن آپ بھی جانیں مجھے تو اجتناب

پیرو قول شہ ابرار رہنے دیجئے

حرم سے آنکھیں اوٹھا سکتے نہیں اہل نظر   سر نہاں تک پہونچ سکتی نہیں عقل بشر
طائر ذہن رسا کے بھی یہاں جلتے ہیں پر   میں نے مانا تار برقی میں ہے الہامی اثر

خیر اب اس قسم کے اذکار رہنے دیجیے

آپ بس وہ کیجیے فیشن کا ہو جو مقتضا — دو برا کہتے ہیں کم لیں دس تو کہتے ہیں بھلا
نازنینی سے زیادہ کچھ نہیں شرم و حیا — ہیں خلاف پردہ نسوان اگر ہوں بھی تو کیا
شوق سے اونکو سر بازار رہنے دیجیے

ہے بجا ارشاد میری ہی سمجھ کا ہے قصور — فائدہ دو چار دن کے پینے سے ہو گا ضرور
چاہیے تھی لیکن خدا رکھے زبان کو اوس سے دور — باز آیا آپکی سر بند بوتل سے حضور
ڈاکٹر صاحب مجھے بیمار رہنے دیجیے

دیکھنے سے ریل کی تصویر گھبراتے ہیں اب — سائیکل کے تذکرہ سے پاؤں تھراتے ہیں اب
صور موٹر کی صدائیں سنکے غش آتے ہیں اب — ان ہوائی گاڑیوں سے ہوش اڑے جاتے ہیں اب
مجھکو اے حضرت شتر اسوار رہنے دیجیے

بعد مدت بھیجیے نامہ اگر پردیس سے — کچھ مفصل اپنی کیفیت رقم فرمائیے
ٹیڑھی سیدھی دو لکیروں کی نہ زحمت دیجیے — بندہ پرور بھیجیے خط لکھ کے اردو میں مجھے
کس سے پڑھواتا پھرونگا تار رہنے دیجیے

ان نظام قدرتی میں رای اپنی دینگے آپ — اب خدائی کارخانہ میں بھی حصہ لینگے آپ
ہو گا کیا چشم بصیرت سے اگر دیکھینگے آپ — شکل اقلیدس نہیں ہے یہ جسے سمجھینگے آپ
یوں ہی قسمت کا خط پرکار رہنے دیجیے

شعر ہے جو بے سر ہے وہ جو ہانک دی وہ بڑی — روکتا ہوں لاکھ رک سکتی نہیں لیکن ہنسی
اب کرم فرمائیے بس سن چکا میں شاعری — آپکی نظم معری کا نہیں قائل کوئی
اپنے وہ اشعار گوہر بار رہنے دیجیے

عمر بھر سنتا رہا ہون اچھے سے اچھا کلام | آجتک اس پائے کا لیکن نہین پایا کلام
مثل فکر صدق اگر دیکھا تو یہ دیکھا کلام | مجھکو کافی ہے عزیز نکتہ پرور کا کلام

آپ یہ شیر نئے گفتار رہنے دیجئے

موجہ نسیم

تخمیس بر غزل حضرت نسیم دہلوی

رہے اک عمر دنیا مین نہ لیکن پاس دین آیا | عبادت کا خدا کی دھیان تک دل مین نہین آیا
فشار قبر کا اندیشہ بھی زیر زمین آیا | ہوئین جب بند آنکھین خوف پرسش کا یقین آیا

ہوئے بیدار ہم جب وقت خواب اپسین آیا

نہ حاصل کوچہ گردی سے طبیعت کو ہوئی سیری | لگا ہی پڑی وحشت جنون عشق مین پھیری
قدم لینے لگے بڑھ بڑھ کے کانٹے راہ مین تیری | اٹھے شعلے دروں سینہ سے تعظیم مین میری

سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا

ابھی کل تک تو ایدل وصل کا اقرار تھا سالم | نہ جانے پھر نہ آئین کسی کے آج سے کیا لم
کیا دن بھر تو اوسکا انتظار اللہ رے عالم | تڑپ کر رات بھی کاٹی مگر افسوس و ظالم

نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا

بوقت نزع بھی اے بیخبر اللہ رے تھا | نیا منظر تھا آنکھون مین مگر تیرا تصور تھا
فنا فی العشق کو مختصر تیرا تصور تھا | نہ ڈالی آنکھ مین نے اس قدر تیرا تصور تھا

فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا

نہین دو روز بھی آخر نہ عشق وہی مروت سے | کھنچا پھر خود بخود حسن ستم ایجاد الفت سے
یہان بھی سخت عاجز آ چکے تھے جو الفت سے | وہان تم گھر مین بیٹھے ہمنے توبہ کی محبت سے

تمھین عصمت کا دھیان آیا ہمین بھی پاس دین آیا

کیا ممنون تونے تیغ کا ہمکو نہ پیکان کا — اشارہ ہو گیا کافی نگاہ آفت جان کا
نشانہ ایک بھی چوکا نہ تیری چشم فتان کا — کہانتک شکر ہو او صید افگن تیری احسان کا
کہ جو تیر نظر سینے تلک آیا دلنشین آیا

ہے قہر اپنی جفا و پہ کسیکا دلمین ٹھہرانا — فغان عاشق بیتاب سے تیور پہ بل آنا
جسارت اتنی کیا کم ہے نہ آفت اور کچھ ڈھانا — ادب او نالہ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا
ٹھہر آو شرر راز پاس اب عرش برین آیا

غنیمت گو ہے خاموشی مین جتنا وقت ٹلتا ہے — مگر پند و نصائح سنکے چپ رہنا بھی کھلتا ہے
کسی کے ذکر کا در پردہ اک پہلو نکلتا ہے — اذیت دوست ہو ہر چند لیکن دل بہلتا ہے
سبب کیا ہے ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا

گرفتاران گیسو پھر لگے زنجیر کھڑکانے — ترے گوشہ نشین پھر دشت پیمائی کی ہین ٹھانے
پھر اونکو یاد آئے اپنے سارے کہنہ افسانے — پھر آئی فصل گل اٹکھیلیان کرتے ہین دیوانے
ترقی پر ترا سودائے زلف عنبرین آیا

ضرر ہوتا ہے میرا ہجر کے صدمے اوٹھانے مین — گھلی جاتی ہے میری جان مانا رنج کھنچنے مین
مگر ملتا ہے کیا اوسکو مزہ میرے ستانے مین — نہ پایا کوئی مجھسا مہربان شاید زمانے مین
کہ ناصح سرزنش کرنیکو جب آیا یہین آیا

شفیق صدق پھر کچھ بر محل اسطرحین پڑھئے — تڑپ جائین وہ نظم بے بدل اسطرحین پڑھئے
حسین تسخیر ہون ایسا عمل اسطرحین پڑھئے — تسنیم اک اور بھی رنگین غزل اسطرحین پڑھئے
کہ ابتک جوش مضمون کا طبیعت مین نہین آیا

تخمیس بر غزل جناب حکیم مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی قادری
منظور نظر

زبان سے ہجر کا نام اب ہمارے نام لیتے ہین　　کہ اون قدمون کے بوسے اوٹھکر صبح و شام لیتے ہین
بگولہ بن کے لطف گردش ایام لیتے ہین　　ہم اپنی خاک سے بعد فنا یہ کام لیتے ہین
غبار رہ نبکر اونکا دامن تھام لیتے ہین

حیا اظہار اسرار نہان ہین شرم آنکھون مین　　ستم کے چار پردے درمیان ہین شرم آنکھون مین
تغیر رنگ ہین لکنت بیان ہین شرم آنکھون مین　　تبسم زیر لب لغزش زبان مین شرم آنکھون مین
مزا آتا ہے جب میرا کبھی وہ نام لیتے ہین

محبت کا سبق پہلے پہل ہمکو دیا دل نے　　سر بازار الفت لا کے پھر رسوا کیا دل نے
کھلائین ٹھوکرین راہ وفا مین جابجا دل نے　　کیا جو کچھ ہمارے ساتھ وہ اس بیوفا دل نے
تمہارا نام اسمین ہم برا سے نام لیتے ہین

وہ آئی دن جو آئی انقلاب اک دل کی بستی مین　　وہ کیسا تھی تغیر کیون نہو عاشق کی ہستی مین
تمھین کیا ہم پہ گذرے کچھ بھی اس حسرت پرستی مین　　رہو تم چین سے وہ ورنہ باشاہ جوش مستی مین
ہم اپنے سر بلائے گردش ایام لیتے ہین

پسند آتا نہین اچھے سے اچھا طرز آرایش　　وہان ہے ایک عالم سے نرالا طرز آرایش
سنا اب تک نہ دیکھا مینے ایسا طرز آرایش　　ستم آمیز ہے کس درجہ اونکا طرز آرایش
میری تصویر سے وہ آئینہ کا کام لیتے ہین

نگاہِ شوق صدق اکثر جنہین خاموش پاتی تھی　　نزاکت جن لبون پر رنگ خاموشی جماتی تھی
حیا کی وجہ سے چار آنکھ جنسے کی نہ جاتی تھی　　جنھین منظور اپنا نام لیتے شرم آتی تھی

خدا کی شان ہے وہ اب ہمارا نام لیتے ہین

نجم سحر

تخمیس بر غزل قاضی میر محمد صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ اسکول جالنہ

شیشہ بھی ہے ساغر بھی ہے اور وقت سحر بھی　　گلشن بھی ہے دریا بھی ہوا بھی گل تر بھی
ہو جائے غریبون پہ عنایت کی نظر بھی　　ہے آس لگائے ہوئے یہ تشنہ جگر بھی
اے ساقی گلفام کوئی جام ادھر بھی

دیتا ہے نہ آہ کا پتہ درد جگر بھی　　کم ہونے لگا رات کی ظلمت کا اثر بھی
آخر ہے شب وعدہ یہ کھتا ہے گجر بھی　　اب کونسی امید کہ آئینگے ادھر بھی
وقفہ نہین ہوتی ہے کوئی دم مین سحر بھی

تا زیست رکھا بستہ زنجیر تغافل　　دل سے نہ مرے دور کیا تیر تغافل
انصاف کر اے منکر تاثیر تغافل　　تو اور نہ سمجھ کشتہ شمشیر تغافل
افسوس یہ ہے قتل بھی کر اور نظر بھی

تکلیف تو دیتا ہون اگر سمجھو نہ زحمت　　کرتے تھے جہان مجھپہ کبھی لطف عنایت
اور آج مرے دل کی نکلجائے دو حسرت　　باتون سے رقیبون کے اگر پائی ہو فرصت
دو چار گھڑی کے لیے آجاؤ ادھر بھی

ہمراہ رکاب آپکے ہوگا دل نالان　　جائیگی جلو مین سپہ حسرت و ارمان
جاتے ہین اگر جایئے اللہ نگہبان　　پہلو مین مرے بیٹھکے اوٹھنا نہین آسان
تعظیم کو اوٹھیگا مرا درد جگر بھی

فرقت مین بری طرح کٹی عمر ہماری　　بھولے سے کسی نے بھی کبھی بات نہ پوچھی

سچ ہے کہ برے وقت کا ساتھی نہیں کوئی　　ہے کون جو دے آکے شب ہجر تسـ
اک دل ہے وہ کمبخت ادھر بھی ہے اودھر بھی

کھل جائینگے ترس صدق پہ اب سر نہ پھراؤ　　ایسا نہ ہو آجائے کوئی قہر خدا
وحشت کی نہ لو حد سے زیادہ نہ ستاؤ　　کہتے ہیں وہ اے پھر ذرا ہوش میں آ
باتیں کوئی کرتا ہے سر راہ گذر بھی

آئینہ حیرت

تخمیس بر غزل حضرت امیر مینائی لکھنوی

خود ہی حیرت ہے مجھے یہ ماجرا کیونکر ہوا　　اور میں معتوب بیجرم و خطا کیونکر ہ
چارہ ساز و کیا بتاؤں کیا ہوا کیونکر ہوا　　کچھ نہ پوچھو دلربا مجھ سے جدا کیونکر
دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا

بس ہجوم غم نہ کر جذب وفا سے نا امید　　دل نہوگا وعدہ صبر آزما سے نا امید
ہو نہیں سکتا کہ ہو جاؤں خدا سے نا امید　　اے مسیحا بے کس دشمن ہوں شفا سے نا امید
تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا

وجہ بیتابی تو کچھ کہ مضطرب ہوتا ہے کیوں　　جان شیریں کوہکن کی طرح کھوتا ہے کیوا
خیریت تو ہے ارے اشکوں سے منہ دھوتا ہے کیوں　　ہو نہیں آبد حواس اتنا نہ روتا ہے کیوا
نامہ بر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا

کھل گیا بس اس قدر کھچتا ہے کیوں وہ رشک حور　　صاف کہتا ہوں کہ اس میں کچھ نہ کچھ لم ہے ضرو
حسن پر اپنے اوسے پہلے نہ تھا اتنا غرور　　میں نہ مانونگا یہ آئینہ کا ہے سارا قصو
خود بخود وہ خود پسند و خود نما کیونکر ہوا

وای بیدردی عشق قاصد پہ یہ ظلم وستم — آپ سے بیداد گر بھی ہونگے اب دنیا مین کم
جو خطا اسمین تھی وہ میری پیمبر کی قسم — خط لکھا تھا مین نے میرے ہاتھ کرنے تھے قلم
نامہ بر میرا سزا اور سزا کیون کر ہوا

ہے خطا تقدیر کی ساری کسیکی کیا خطا — کام اپنے آگئی اسوقت بھی خوے وفا
اوسکو ذوق ظلم ادھر شوق شہادت دلمین تھا — اوس نے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا
خلق ناحق پوچھتی ہے ماجرا کیون کر ہوا

یون تو برسون ہوئی آئی میری اونکی چھیڑ چھاڑ — دیکھتی تھی ملک خدائی میری اونکی چھیڑ چھاڑ
حد ہے ایسا رنگ لائی میری اونکی چھیڑ چھاڑ — داور محشر کو بھائی میری اونکی چھیڑ چھاڑ
چھیڑ کر پوچھا مکرر کیا ہوا کیون کر ہوا

زندگی مین جسکی چشم ناز کے کھائے تھے تیر — ہے سر بالین وہی مستفسر حال اسیر
صدق اتنا کہدو تم اوس سے کہ اے ماہ منیر — الفت گیسو بلا تھی مرگیا پھنس کر اسیر
ہے بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلہ کیون کر ہوا

بر قطعہ ملک الشعرا فصیح الملک حضرت داغ دھلوی

شوخی طبیعت سے ہو اک رابطہ جسکو — دم الجھے نہ کسطرح وہ خاموش اگر ہو
افسردہ دل آیا جو نظر صدق سا خوشگو — کل داغ سے پوچھا یہ کسی نے کہ بتا تو
کیا حال ہے اے بسمل صمصام جدائی

کہہ صاف کہ کس نگہ مست کا بسمل — کس شمع کا پروانہ ہے کس گل پہ ہے مائل
معلوم تو ہو باعث افسردگی دل — سرشار ہے کیون بادہ اندوہ سے غافل
گردون نے پلایا تجھے کیا جام جدائی

یہ کس کی محبت نے بنایا ترا نقشا لاغر ہے بدن خشک ہین لب زرد ہے
سب ہجر کے آثار ہین صورت سے ہویدا آنکھون سے برستے ہین دُر اشک تمہ
سینہ ہے ترا مخزن آلام جدائی

دو ہین ہے کس دوست کی دوری کا تجھے غم کس دشمن جان کے لیے تیرا ہے یہ
رہ رہ کے یہ کیون سینہ مین ہوک اٹھتی ہے پیہم کیون دل یہ ترا ہاتھ ہے کیون چشم ہے
ہے تجھ سے جدا کون سا آرام جدائی

حد بھی ہے کوئی رنج کی اے کشتہ ابرو بس کھینچ نہ آہین نہ بہا آنکھون سے آ
جیتا ہے تو ملنے کا نکل آئیگا پہلو آغاز جدائی کو جدائی نہ سمجھ
ہوتا ہے وصال ایک دن انجام جدائی

ممکن نہین کیا چارہ درد دل مضطر لیکن ہے ہر اک کام کا اک وقت مقرر
ہو گی تجھے پھر دولت دیدار میسر ہان صبر ہے درکار اوس عربدہ جو پر
حسرت نہ کھلی وصل کی ہنگام جدائی

مرتا ہے مگر کس ستم آرا پہ بتا تو کس کے لیے بیتاب ہے معلوم تو کچھ ہو
کہا محرم اسرار سمجھتا نہین ہمکو یہ سنکے کہا ہاے نہ پوچھو یہ نہ پوچھ
کچھ اور کرو ذکر نہ لو نام جدائی

کس منہ سے کرون آہ مین اقرار محبت شایان محبت نہ سزاوار محبت
چھیڑو نہ مجھے چھیڑ کے اذکار محبت احباب کہ تھے واقف اسرار محبت
جھنجھلاے کہ او مورد الزام جدائی

مرتا ہے مگر ضبط محبت کے ہین دعوے دے اونکو یہ فقرے جو نہون جانتے دا

واقف نہین کون اس فری شور ربا سری سے | ہم پوچھ کے احوال خطاوار ہی ٹھہرے
گویا کہ دیا ہمنے یہ پیغام جدائی

بیجا نہین تجھ سے ترے احباب کو نفرت | سچ ہے کہ نہین رحم کے قابل تری حالت
بس دیکھ کے بے مہری ارباب مروت | اک نالہ کیا مرغ گرفتار کی صورت
مطلع یہ پڑھا اوس نے تہ دام جدائی

برداشت کے قابل نہین آلام جدائی | دل کانپتا ہے سنکے مرا نام جدائی
بدتر ہے کہین نزع سے ہنگام جدائی | اللہ نہ دے گردش ایام جدائی
کم صبح قیامت سے نہین شام جدائی

انقلاب

تخمیس بر غزل حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

منظم ہستی ہمہ اش زیر و زبر می بینم | زانکہ ہر لحظہ بہ عنوان دگر می بینم
تیرہ چون زلف بتان روئے سحر می بینم | این چہ شور یست کہ در دور قمر می بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر سے بینم

فہر ہے پاتے ہین دیدے کے دعائین ہر شام | گردش بخت سے بن بن کے بگڑ جاتے ہین کام
دیکھیے ہوتا ہے کیا اہل وفا کا انجام | ہمہ کس روے بہی می طلبد از ایام
مشکل این است کہ ہر روز بتر می بینم

رنج تاخیر ہے کیون سرخوش صہبائے الست | تجھ تک آنے ہی کو ہے ساغر مے دست بدست
تلخ کامی سے نہ مایوس ہو اے قوم پرست | ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند است
قوت دانہ ہمہ از خون جگر می بینم

آدمی نام کو حیوانوں سے بھی ہیں بدتر — پاس چھوٹوں کا ہے اصلا نہ بڑوں کا کچھ ڈر
ایک نقشہ نظر آتا ہے یہ ہر گھر گھر — دختران را ہمہ جنگ است و جدل با مادر
پسران را ہمہ بدخواہ پدر می بینم

دشمنی کی نہ زمانہ میں رہی اب کوئی حد — دوستوں کو ہے سہم دوستوں کے ساتھ وہ کد
ایک عالم میں ہے پھیلا مرض بغض و حسد — ہیچ لطفے نہ برادر بہ برادر دارد
ہیچ مہرے نہ پسر را بہ پدر می بینم

نفس کی اپنے ذرا جانچ تو کر اے ناداں — نام کو آج نہیں تجھ میں شرافت کے نشاں
شرم اے قوم کہ ہے قابل عبرت یہ سماں — اسپ تازی شدہ مجروح بہ زیر پالاں
طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

سن سکے درد میں ڈوبے ہوئے اشعار تو سن — ہاں مگر بیٹھ کے پہلو میں مرے سر کو نہ دھن
صدق کے باغِ فصاحت کے یہ کچھ پھول ہیں چن — پند حافظ بشنو اے خواجہ برو نیکی کن
زانکہ این پند بہ از گنج گہر می بینم

بادۂ شیراز
بر غزل حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

خراب بادہ دیدارم امشب — گہے مست و گہے ہشیارم امشب
نہاں از دیدۂ اغیارم امشب — تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب
کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب

ترے چہرہ پہ ہے اے محبوب عالم — نظر کرنا عبادت سے نہیں کم
ہوا مجھ کو کہے دنیا تو کیا غم — چو دیدم روے خوبت سجدہ کردم

بحمد للّٰہ نکو کردارم امشب

اگر دیوا ے سولی بخت واڑون تو اوسکو عشق کی معراج سمجھون
مگر جی قتل ہو کر بھی نہ ہارون کشد لقش انا الحق بر زمین خون

چو منصور از کشے بر دارم امشب

نہ پوچھو کچھ خوشی کا میرے عالم کہ یہ شب ہے تلافی شب غم
فدا گر جان بھی کر دون تو ہے کم برات لیلتہ القدر رسے پد ستم

رسید از طالع بیدارم امشب

گدا ے عشق ہون اے جانعالم میرے حسن طلب پر ہو نہ برہم
جو کچھ مجھکو عطا فرما وہ ہے کم تو صاحب دولتی من مستحقم

زکاة حسن وہ خوشدارم امشب

گریبان سے ہوی ہاتھون کو پھر کد بڑھا سودا ے گیسوے محمدؐ
جنون کی صدق اب کوئی نہین حد ہمی ترسم کہ حافظ محو گردد

ازین شورے کہ در سر دارم امشب

-:RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.